بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ حقوق

کا ترجمہ مع شرح

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

پیشکردہ الحاج سید غلام نقی رضوی

پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

(۷۹ برنٹیو روڈ۔ کراچی۔ فون ۷۲۳۲۲۵۴)

پیشکردہ: سید غلام نقی رضوی

پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

(۲۷۹ - بریٹو روڈ - کراچی - فون: ۷۲۳۲۳۵۴)

۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء جمعہ ۱۱ شعبان ۱۴۱۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ابتدائیہ

حضرت امام علیؑ ابن الحسینؑ ملقب بہ زین العابدینؑ نے ۱۵ جمادی الاول ۳۸ھ کو مادرِ گرامی جناب شہربانوؑ کی آغوشِ مبارک میں آنکھیں کھولیں۔ مدینہ منورہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔

ماہِ رجب سنہ ۶۰ھ میں اپنے والدِ گرامی حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ساتھ مدینہ سے کربلا کا سفر اختیار کیا۔ کربلا پہونچ کر آپ بہ سبب علالت معرکۂ کربلا میں شرکت نہ کر سکے۔ لیکن بعدِ شہادتِ امام حسینؑ قافلۂ حسینی کو لیکر کوفہ و شام کے سخت ترین مراحل صبر و استقامت کیسے ساتھ طے کیے۔ شام سے رہائی کے بعد کربلا اور پھر مدینۂ منورہ تشریف لائے اور گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے جدِّ نامدار جناب رسولِ خداؐ

کی شریعت اور اللہ جلّ شانہٗ کے دین کی نشر و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔

شیخ ابو جعفر طوسیؒ نے اپنی کتاب "رجال" میں: "ایکسو ستّر افراد جنھوں نے امامؑ (اصحابِ امامؑ) یا اُن لوگوں سے کہ جنھوں نے امامؑ سے احادیث نقل کی ہیں، کا ذکر کیا ہے۔

شہادتِ امامؑ:

جیسا کہ مشہور ہے کہ ۲۵ محرم الحرام ۹۵ھ کو ۵۷ سال کی عمر میں امام زین العابدین علیہ السلام نے شہادت پائی۔

ظالم و جابر اُموی بادشاہ ولید بن عبد الملک کے حکم سے خونخوار "ہشام بن عبد الملک نے آپؑ کو زہر دیا اور آپ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

جنّت البقیع میں حضرت امام حسنؑ کے پہلو دفن کیے گئے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے آثار میں سے ایک بڑی قیمتی چیز جو باقی رہ گئی وہ آپ کا "رسالۂ حقوق" ہے۔ اس رسالے کو ابنِ شعبۃ الحرانی رح نے اپنی کتاب "تحف العقول" میں تفصیل کے ساتھ اور شیخ صدوقؒ نے "مَن لایحضرہُ الفقیہ" "خصال" اور "امالی" میں قدرے اختصار کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

"رسالۂ حقوق" کا ترجمہ (مع شرح) قارئینِ کرام کی خدمت میں "پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ" کی جانب سے پیش کیا جا رہا ہے۔ ہم بارگاہِ خداوندی میں دست بہ دُعا ہیں کہ "اے ہمارے پالنے والے مالک! ہم سب کو اس "رسالۂ حقوق" کے فرائض پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما" تاکہ تیری رضامندی حاصل کر سکیں اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے قلبِ مبارک کو خوشنود کر سکیں"۔ آمین یا رب العالمین *

(ترجمہ و شرح) "رسالۂ حقوق"

حقِ خدا : خداوندِ عالم کا حق اُس کے بندوں پر یہ
ہے کہ اُس کی عبادت کریں اُس کے سوا
کسی کو بھی معبود قرار نہ دیں (کیونکہ سب سے
زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ لوگ اپنے نفس کو اپنا
معبود بنا لیتے ہیں۔ پھر جو حکم اُن کا نفس دیتا ہے
اُس پر عمل کرتے ہیں، اور خدائے تعالیٰ کے حکم کو پسِ
پُشت ڈال دیتے ہیں۔ مثلاً اذان شروع ہوئی، لوگ
اپنی باتوں میں مصروف رہے۔ موذّن نے اذان کے
اٹھارہ یا عموماً بیس کلمات ادا کیے لیکن نفس پرست
اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ کیونکہ نفس یہ کہتا ہے کہ ابھی ضروری
نہیں ہے کہ فوراً نماز کے لیے جائیں بلکہ ابھی بہت وقت
باقی ہے کسی وقت بھی پڑھ سکتے ہیں۔ پتہ چلا کہ یہاں پر

نفس کارفرما تھا، خدا کارفرما نہیں تھا۔ اِسی بات کو خدا
نے قرآن میں اِن الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ: أَرَءَيْتَ
مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰىهُ ط أَفَأَنْتَ تَكُونُ
عَلَيْهِ وَكِيلًا (سورۃ الفرقان ۲۵ آیت ۴۳)

یعنی: (اے میرے حبیبؐ!) کیا آپؐ نے اُسے دیکھا کہ
جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا لیا ہے؟
پھر بھلا آپؐ اُس کی طرف سے اُس کے وکیل (کارساز
یا شفاعت کرنے والے) کیونکر ہو سکتے ہیں)

⁂

اسی بنا پر اللہ نے کلمہ میں لَآ اِلٰہَ پہلے کہلوایا،
تاکہ سارے معبودوں سے بیزاری اختیار کرلے پھر کہے
اِلَّا اللّٰہُ۔ ورنہ اُس کلمہ گو نے اپنے اصل معبود کو
معبود قرار نہیں دیا بلکہ اُس کا معبود وہی ہے جس کی اطاعت
کرتا نظر آتا ہے) اگر خلوص سے خدا کی عبادت کریں گے تو
وہ اُن کی دنیا و آخرت دونوں کو سنوار دے گا۔

حقِ نفس : نفس کا حق انسان پر یہ ہے کہ اُس کو خداوندِ عالم کی عبادت میں لگاؤ۔

(اور اُس سے ایسا سخت کام نہ لو کہ جس کی وجہ سے وہ اُس سے بیزار ہو جائے۔ کیونکہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ: "دل کبھی مائل اور کبھی اُچاٹ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا جب مائل ہوں، اُس وقت اُنھیں مستحبات کی بجا آوری پر آمادہ کرو اور جب اُچاٹ ہوں تو صرف واجبات پر اکتفا کرو۔"

★ دوسری جگہ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

"قُلُوبُ الرِّجَالِ وَحْشِيَّةٌ فَمَنْ تَأَلَّفَهَا أَقْبَلَتْ عَلَيْهِ" یعنی: "لوگوں کے دل صحرائی جانور (کے مثل ہوتے) ہیں جو اُن کو سدھائے گا، اُس کی طرف جھکیں گے۔"

حقِ زُبان : زُبان کا حق انسان پر یہ ہے کہ وہ اُس کو بُرائی اور بیہودہ گوئی سے روکے اچھی باتوں کے لیے اُسے استعمال کرے

اور ایسی بات نہ کہے کہ جس میں کوئی فائدہ نہ ہو لوگوں کے ساتھ نیکی اور خوبی کا سلوک کرو۔

(کیونکہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ: "منافق کی زبان اُس کے دل کے آگے اور مومن کی زبان اُس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے۔ کیونکہ منافق بے سوچے سمجھے جھٹ سے ایسی بات کہہ دیتا ہے جو کسی کو بُری لگے لیکن مومن سوچ سمجھ کر بات کرتا ہے۔"

★ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝"

(سورۃ ۶۱ الصف آیت ۲-۳)

یعنی: "اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک یہ بات نہایت بُری اور ناپسندیدہ ہے کہ تم زبان سے وہ کچھ کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے۔"

حقِ گوش : کان کا حق یہ ہے کہ کسی کی غیبت نہ
سنو، بلکہ اُس کو تمام حرام چیزوں
(غنا و موسیقی - گانے بجانے) وغیرہ سے
محفوظ رکھو اور اسکو مواعظِ حسنہ، ذکرِ
خدا اور رسولؐ اور ائمہ طاہرینؑ سننے کے
لیے استعمال کرو۔

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ
فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ"
یعنی: جب قرآن پڑھا جائے تو اُس کو خاموشی سے سنتے رہو
تاکہ تم پر رحم کیا جائے (یا رحمت نازل کی جائے)"

★ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: "جب کوئی بات
سنو تو جھٹ سے اُس پر عمل نہ کرو جب تک اس کی تحقیق
و تصدیق نہ کر لو" پھر فرمایا: "جب کوئی حدیث سنو تو اُسے عقل
کے معیار پر پرکھ لو، صرف نقلِ الفاظ پر بس نہ کرو کیونکہ علم کے نقل
کرنے والے تو بہت ہیں اور اُس میں غور و فکر کرنے والے کم ہیں۔"

حقِ چشم : یعنی آنکھ کا بھی حق ہے، وہ یہ ہے کہ
اُس کو حرام چیزوں کی طرف نہ دیکھنے دو
(یعنی کسی نامحرم عورت یا مرد کو نہ دیکھو۔ ایک دفعہ اگر
اچانک نظر پڑ جائے تو دوبارہ نہ دیکھو اور نظریں جھکا لو)
اور عبرت انگیز مناظر دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔
(یعنی: کسی عجیب الخلقت انسان کو دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ
کا شکریہ ادا کرو کہ پالنے والے میں ایسا نہیں ہوں۔ میرے
ہاتھ پاؤں ٹیڑھے نہیں ہیں میرے جسم کے تمام اعضاء درست
اور سالم ہیں، دونوں آنکھیں، کان وغیرہ صحیح ہیں۔ کسی
فٹ پاتھ پر سونے والے کو دیکھو تو شکریہ ادا کرو، کہ ہمارے
پاس کم از کم معمولی سا مکان تو ہے، کسی بھوکے کو ہوٹل کے
سامنے بیٹھا ہوا دیکھو (کہ جو اس بات کا منتظر ہے کہ کوئی
ہمیں کھانا کھلا دے) شکریہ ادا کرو اور اُس سے عبرت حاصل
کرو کہ ہم ایسے نہیں ہیں۔ عزت کے ساتھ اپنے گھروں میں
بیٹھ کر اپنے اہل و عیال کے ساتھ حلال کا کھانا کھاتے ہیں۔)

حقِ دست : (ہاتھوں کا حق) یہ ہے کہ اُن سے فعلِ حرام انجام نہ دو۔

(حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں۔")

(اور قیامت کے دن یہی ہاتھ ہماری ساری رُوداد اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے بیان کر دیں۔ جن کو در حقیقت ہم بظاہر اپنے ہاتھ کہتے ہیں، یہ بھی تو اپنے نہیں ہیں اصل میں یہ اللہ تعالیٰ کے لاؤ لشکر ہیں جو دنیا میں تمھارے فرمانبردار اور اطاعت گزار ہیں۔ چاہے کسی پر ان سے بندوق چلا کر قتل کر دو، یا کسی دُکھی کی مدد کرو۔ لیکن ہاتھ منع نہ کریں گے جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا: "اَعْضَاؤُکُمْ شُهُوْدُهٗ وَ جَوَارِحُکُمْ جُنُوْدُهٗ" یعنی: تمھارے سبھی اعضاء اُس کے سامنے گواہ بن کر پیش ہوں گے اور تمھارے سبھی ہاتھ پاؤں اُس کے لشکر ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: "تُکَلِّمُنَا اَیْدِیْهِمْ: اُن کے ہاتھ ہمیں (سب کچھ) بتا دیں گے۔)

حقِ پا : (پاؤں کا حق) یہ ہے کہ حرام جگھوں پر مت جاؤ، بلکہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہو اور اس بات سے ہوشیار رہو کہ کوئی تمھیں صراطِ مستقیم سے منحرف نہ کرنے پائے۔

(حرام جگھوں سے مراد یہ ہے کہ ایسے مقام پر نہ جاؤ جن کے بارے میں اللہ نے منع فرمایا ہے۔ اُس طرف قدم مت بڑھاؤ جہاں گناہ سرزد ہونے کا اندیشہ ہے، کسی کو قتل کرنے، کسی کا مال لوٹنے، کسی کی حق تلفی کرنے یا حرام کی روزی حاصل کرنے کے لیے اپنے پاؤں کو آگے نہ بڑھاؤ۔ کیونکہ کل قیامت کے روز یہی اطاعت گزار اور فرماں بردار پاؤں آپ کی مخالفت میں اللہ کے سامنے گواہی دیں گے۔ فرمایا: "وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ (سورۃ یٰسٓ آیت)

یعنی: "اور اُن کے پاؤں اُس کی گواہی دیں گے جو کچھ اُنھوں نے اُن کے ذریعے کمایا ہوگا" اسی لیے نیک کاموں میں قدم بڑھاؤ۔)

حقِ شکم : (پیٹ کا حق) یہ ہے کہ اِس کو حرام چیزوں سے پُر نہ کرو۔ اور ضرورت سے زیادہ نہ کھاؤ۔

(کیونکہ جو لوگ حلال رزق حاصل کر کے ضرورت سے زیادہ بھوک ہے دو روٹیوں کی، اور کھالی جائیں تین روٹیاں، تو نتیجہ سب کو معلوم ہے "بدہضمی اور حکیم ڈاکٹر") اِسی لیے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ: "اتنا کھانا کھاؤ کہ بھوک بھی مِٹ جائے اور پیٹ بھرا ہوا بھی محسوس نہ ہو۔ کھانے کے بعد پانی کی جگہ معدے میں چھوڑ دو۔" تاکہ سُستی پیدا نہ ہو۔ شکم پُری کے بعد سُستی پیدا ہونا لازمی ہے اور صحت کا راز یہ ہے کہ (کم خوردن، کم خفتن، کم گفتن) کے مقولے پر عمل کرتے رہو۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے لوگو! جو کچھ بھی زمین میں حلال اور پاک (روزی) ہے، اُسے کھاؤ اور (حرام چیزیں کھاکر) شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، بیشک وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے ہی۔"

★ پھر ارشاد ہوا: "اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا" (سورۂ نسا، آیت ۱۰)

یعنی: "وہ لوگ جو ظلم کر کے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں، اِس کے سوا نہیں کہ وہ اپنے پیٹ میں آگ (جہنم کی) بھرتے ہیں، اور وہ جلد ہی واصلِ جہنم ہوں گے۔" (سود کھانے کی ممانعت)

★ ارشاد ہوا: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"

یعنی: "اے ایمان والو! دو گنا، چوگنا بڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کو (جہنم سے) نجات حاصل ہو۔"

★ پھر فرمایا: "اے ایمان والو! حلال چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں بطور رزق عطا فرمائی ہیں اور (کھاکر) اللہ کا شکر ادا کیا کرو، اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو۔" (بقرہ-۱۷۲)

★ مُردار نہ کھاؤ، اور جس جانور کو اللہ کا نام لیکر ذبح نہ کیا ہو، وہ بھی حرام ہے۔ ✣

حقِّ عورت: (شرمگاہ کا حق) یہ ہے کہ اُس کو زنا، فحشا اور منکر سے محفوظ رکھو۔

(قرآن مجید میں زانی مرد اور زانیہ عورت کے لیے بہت ہی سخت سزا آئی ہے۔ ارشاد ہوا کہ: "اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ o" (سورۃ ۲۴ آیت ۲)

یعنی: "زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد، ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو (سو) کوڑے مارو اور اگر تم خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو حکمِ خدا کے نافذ کرنے میں تم کو اُن کے بارے میں کسی طرح کا رحم و ترس کا لحاظ نہ ہونے پائے۔ اور ان دونوں کی سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیئے۔")

حقِّ نماز: "نماز کا حق یہ ہے کہ یہ جان لو کہ نماز خداوندِ عالم کے حضور میں حاضری ہے۔ خداوندِ عالم کی عظمت و جلالت کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور جب تمھیں اِس بات کا یقین ہو جائے گا تو تم اِس طرح سے کھڑے ہو گے کہ جس طرح سے ایک معمولی سا غلام ایک عظیم ترین بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور اُس وقت تمھاری تمام تر توجہ اُس مالکِ حقیقی کی طرف ہی ہو گی۔"

(خداوندِ عالم کا ارشاد ہے کہ: "یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ..." (سورۃ الاعراف ۳۱)

یعنی: "اے آدمؑ کے بیٹو! ہر نماز کے وقت بن سنور کے نکھر جایا کرو۔")

امام حسین علیہ السّلام نماز کے وقت بہت ہی نفیس کپڑے زیبِ تن فرمایا کرتے تھے۔ جب کسی نے دریافت کیا کہ اِس زینت کا کیا سبب ہے؟ تو آپؑ

فرماتے ہیں کہ: "اِنَّ اللہَ جَمِیلٌ وَّیُحِبُّ الجَمَال"
یعنی: ۔ اللہ تعالیٰ خود حسین وجمیل ہے اس لیے وہ زینت وجمال کو پسند فرماتا ہے۔"

یوں بھی اگر غور وفکر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری ہے کہ اُس نے ہمیں اچھے لباس کے مہیا کرنے کی توفیق عطا فرمائی، مال عطا فرمایا، اُس مال سے اپنی مالی حیثیت کے مطابق لباس نہ پہنیں۔ یا اگر عمدہ لباس پہن بھی لیں تو صرف گھر سے باہر جانے ہی میں استعمال کریں۔ اپنے دفاتر جاتے وقت، کسی شادی یا دیگر محافل میں تو عمدہ لباس زیب جسم کریں لیکن جب اللہ نے یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے جب اُس کی بارگاہ میں حاضری دیں تو گھر میں پہننے والے میلے یا گھٹیا کپڑے پہنیں۔ کچھ لوگ تو صرف بنیان اور تہبند میں بھی نماز پڑھنے میں کوئی عیب نہیں جانتے۔ یہ اللہ کی عطا اور خود اللہ کی کس قدر بے قدری ہے۔

★ سرکارِ رسالت ص نے فرمایا: "اے ابوذر نماز پڑھتے ہوئے یہ خیال کیا کرو کہ میں خداوندِ عالم کے سامنے کھڑا ہوا ہوں اور اُسے اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں، اگر تم اُسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمھیں ضرور دیکھ رہا ہے۔

★ حضوریٔ قلب کے لیے یہ ضروری ہے نماز پڑھتے وقت جو سورۃ پڑھ رہے ہو اُس کے معانی کی طرف توجّہ ہونی چاہیے۔

نماز اطمینان اور اہتمام سے پڑھنی چاہیے۔ نماز کو جلدی جلدی نہ پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ امیرالمومنین ع نے فرمایا: "مومن نماز کو اطمینان سے پڑھتا ہے اور منافق نماز کو جلدی جلدی پڑھتا ہے۔

★ حدیث میں ہے کہ "نماز مومن کی معراج ہے"۔ معراج اور بلندی حاصل کرنے کے لیے جو اہتمام بھی نمازی کرنا چاہے وہ کرے۔ رکوع وسجود کے اذکار پر توجّہ دے اور قنوت میں مختلف دعائیں پڑھے

حقِ حج : حج کا حق یہ ہے کہ حج بارگاہِ خداوندِ عالم میں حاضر ہونا ہے اور گناہوں سے مغفرت و استغفار کی طرف سفر کرنا ہے، حج توبہ کی قبولیت کا وسیلہ ہے حج اُس اہم کام کو انجام دینے کا نام ہے کہ جو خدا نے تم پر واجب کیا ہے۔

(جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ:

" جَعَلَ اللّٰہُ الْحَجَّ تَشْیِیْدً الِلدِّیْنِ "

یعنی: "خداوندِ عالم نے دین کو مضبوط کرنے کے لیے حج قرار دیا ہے۔"

حقِ روزہ : روزہ کا حق یہ ہے کہ روزہ ایک پردہ سا ہے جو کہ آنکھ، کان، ناک، شکم، ہاتھ اور پاؤں پر پڑ جاتا ہے۔ یہ پردہ تم کو آتشِ جہنم سے نجات دلاتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ اگر تم نے روزہ نہیں رکھا تو تم نے اپنے ہاتھوں سے اس پردے کو اُٹھا دیا ہے۔ اور اب تمہارے اور آتشِ جہنم کے درمیان کوئی فاصلہ باقی نہیں رہا۔

حقِ صدقہ : صدقہ کا حق یہ ہے کہ جو چیز بھی صدقہ دیتے ہو وہ خدا کے پاس محفوظ ہے اور اِس سلسلے میں کسی شاہد و گواہ کی بھی ضرورت نہیں ہے اور جب تمھیں اِس بات کا یقین ہو جائے گا تو تم پوشیدہ طور سے زیادہ صدقہ دوگے بہ نسبت ظاہر بہ ظاہر صدقہ دینے کے۔

یقین رکھو کہ صدقہ دنیا میں آفتوں اور بلاؤں کو دور کرتا ہے اور آخرت میں آتشِ جہنم سے نجات کا باعث بنتا ہے۔ (صدقہ عمر کو بڑھاتا اور غضبِ الٰہی کو ٹھنڈا کرتا ہے)

★ (حضور اکرم ص نے تین موقعوں پر جلدی کرنے کو فرمایا ہے: (۱) عَجِّلُوْا بِالصَّلٰوۃِ قَبْلَ الْفَوْتِ

(۲) عَجِّلُوْا بِالتَّوْبَۃِ قَبْلَ الْمَوْتِ

(۳) عَجِّلُوْا بِالصَّدَقَۃِ قَبْلَ الْبَلَاءِ

یعنی (۱) نماز (کا وقت) فوت ہونے سے پہلے جلدی سے پڑھ لو۔

(۲) مرنے سے پہلے توبہ کرنے میں جلدی کرو۔

(۳) مصیبت نازل ہونے سے پہلے صدقہ دینے میں جلدی کرو)

حقِ قربانی: قربانی کا حق یہ ہے کہ اُس کو خداوندِ عالم کا نام لے کر ذبح کرو، نہ کہ کسی اور کا۔ اور اس قربانی کے ذریعے قیامت کے دن رضائے خدا کے علاوہ اور کچھ مت طلب کرو۔

حقِ اُستاد: اُستاد کا حق یہ ہے کہ اُس کا احترام کرو، اُس کے سامنے ادب سے بیٹھو، اُس کی باتوں کو غور سے سنو۔ اُس کے سامنے زیادہ زور سے کلام نہ کرو۔ اگر کسی نے تمھارے اُستاد سے کوئی سوال کیا ہے تو تم اُستاد سے پہلے اُس سوال کا جواب نہ دو۔ اُس کی موجودگی میں کسی اور سے گفتگو نہ کرو۔ اگر کوئی اُستاد کی بُرائی کرے تو اُستاد کی طرف سے اُس کا دِفاع کرو، اُس کی بُرائیوں کی پردہ پوشی کرو۔ اُس کی اچھائیوں کو نشر کرو۔ اُستاد کے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ اور اِسی طرح اُستاد کے دوست کو دشمن نہ بناؤ۔

اگر تم نے اِن باتوں پر عمل کیا تو یہ جان لو کہ تمام فرشتے اِس کی گواہی دیں گے کہ تم نے رِضائے خدا کی خاطر علم حاصل کیا ہے نہ کہ دنیا (طلبی) کے لیے۔

حقِ شاگرد: شاگرد کا حق یہ ہے کہ خداوندِ عالم نے تم کو جو علم کی دولت عطا کی ہے، اور علم سے تم کو مالا مال کیا ہے اِس کا حق یہ ہے کہ اگر کوئی اہل مل جائے تو اِس دولت کو اُس تک پہنچا دو۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ لوگوں کو علم کی دولت سے آشنا کراتے وقت غم و غصّہ کے بجائے نرمی اور تواضع سے کام لو۔ جس کے نتیجے میں خداوندِ عالم تمھارے لیے فضل و کرم کے دریچے مزید کھول دے گا۔ اگر تم نے اپنے علم سے دوسروں کو محروم رکھا تو خدا کے لیے سزاوار ہے کہ جتنا علم تمھارے پاس ہے اُس کو بھی چھین لے اور تمھاری عزت کو ذلّت کی خاک میں ملا دے۔

حقِّ زوجہ : زوجہ کا حق یہ ہے: (کیونکہ) خداوندِ عالم
نے اُس کو تمہارے لیے سکون و اطمینان، اُنس و محبّت
کا ذریعہ قرار دیا ہے اور یہ ایک نعمتِ خدا ہے۔
لہٰذا تم پر یہ بات لازم ہے کہ تم اُس کے ساتھ
خوش رفتاری، خوش معاملگی اور حُسنِ سلوک سے
پیش آؤ۔ گرچہ تمہارا حق زوجہ پر واجب ہے لیکن
شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ نیکی کا برتاؤ کرو۔

حقِّ مادر : والدہ کا حق یہ ہے کہ کیونکہ: اُس نے
تمہارا بار اُٹھایا، جب کہ کوئی تمہارا بار نہ اُٹھاتا تھا
اُس نے اپنے خون سے تمہاری پرورش کی، جب کہ
کوئی اِس فداکاری کے لیے حاضر نہ تھا۔ خود بھوکی
پیاسی رہی مگر تم کو (بھوک و پیاس کی) تکلیف نہ ہونے
دی، اُس کے اپنے پاس کپڑے نہیں تھے لیکن تم کو
ہر قسم کی موسمی گرمی و سردی سے محفوظ رکھا۔ خود
چلملاتی دھوپ میں جلتی بھُنتی رہی لیکن تم کو اذیّت

نہ ہونے دی۔ تمہارے واسطے راتوں کی نیند
حرام کی (دن کا سکون برباد کیا) اپنے کو فنا کر دیا
تاکہ تم باقی رہو، اور پل بڑھ کر تندرست و توانا ہو جاؤ
تو کیا یہ سزاوار نہیں ہے کہ تم ہمیشہ اُس کا کہنا مانو (اُس
کی نافرمانی سے اُس کی اذیّت کا سبب نہ بنو)۔ تا
اُس کا شکریہ ادا کرو۔ اُس سے نیکی کا برتاؤ کرو۔ لیکن
یہ سب اُسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب توفیقِ الٰہی
تمہارے شاملِ حال ہو جائے۔ (اِس لیے تم اللہ
سے توفیق طلب کرو۔)

حقِّ پدر : والد کا حق یہ ہے کہ وہ تمہاری اصل و
اساس (اور بنیاد) ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو تمہارا وجود
بھی نہ ہوتا۔ لہٰذا اگر تمہیں کوئی نعمت ملے تو
خیال رکھو کہ اِس نعمت کی اصل و اساس وہ ہے
اُس کے ساتھ احسان کرو اور اِس نعمت پر خدا کا
شکر ادا کرتے رہو۔ (اللہ تعالیٰ نے والدین کے

بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ: "وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ○ (سُورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۳، ۲۴)

یعنی: "اور تمھارے پروردگار نے تو حکم ہی دیا ہے کہ اُس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ سے نیکی کرنا۔ اگر اُن میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں (اور کسی بات پر خفا ہوں) تو (خبردار اُن کے جواب میں) اُف تک نہ کہنا، اور نہ اُن کو جھڑکنا، اور (جو کچھ کہنا ہو تو) بہت ہی ادب و نرمی سے کہا کرو۔ اور اُن کے سامنے نیاز سے خاکساری کا پہلو جھکائے رکھو اور (اُنکے لیے) دعا کرو کہ اے میرے پروردگار جس طرح انھوں نے میرے بچپنے میں میری پرورش کی اسی طرح تو بھی اُن پر رحم فرما۔)

حقِ فرزند: بیٹے کا حق یہ ہے کہ بس یہ خیال رکھو کہ تم اِس کی اصل و اساس ہو۔ اُس کی سعادت و شقاوت (نیک ہونا یا بدبخت ہونا) تم سے وابستہ ہے۔ اُس کی تربیت تمھارے ذمّہ ہے۔ دین کی باتوں سے آشنا کرانا تمھارا فریضہ ہے۔ اچھے اور نیک کاموں میں اُس کی مدد کرو تاکہ وہ باقاعدہ خدا کی عبادت کر سکے۔ بس اتنا یاد رکھو کہ اگر تم نے اُس کی اچھی تربیت کی تو تم کو اس کا اجر و ثواب (خدا کی بارگاہ سے) ملے گا، اور اگر اُس نے دوسرا راستہ اختیار کیا تو اُس کا عذاب تمھاری گردن پر ہوگا۔ (کیونکہ تم نے اُس کی تربیت صحیح طریقے پر نہیں کی، لیکن صحیح تربیت کے بعد اگر وہ غلط راہ پر چلے گا اور تمھاری بات نہ مانے گا" تو وہ اپنے برے اعمال کا ذمّہ دار خود ہوگا اور اُس کا عذاب خود اسی کی گردن پر ہوگا:) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

"یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○"

(سورۂ منافقون ۶۳ آیت ۹)

یعنی: "اے ایمان والو! تمھیں تمھارے مال اور تمھاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جنھوں نے ایسا کیا بس وہی تو خسارہ اُٹھانے والے ہیں۔"

مطلب یہ ہے کہ اولاد کے معاملہ میں اس قدر منہمک نہ ہو جانا چاہیئے کہ جس کی وجہ سے تمھارے اپنے فرائضِ دینیہ میں ایسا خلل واقع ہو کہ وہ واجبات تم سے تلف ہو جائیں۔ کسی واجب و فریضہ کو اُن کی وجہ سے ضائع کر دو یا التوا، و لاپرواہی میں ڈال دو۔ تو تمھارے لیے آخرت کے ثواب میں خسارہ اور نقصان ہی ہوگا، جو نہ معلوم کتنا بڑا خسارہ ہو اور وہاں اس امر پر کفِ افسوس ملنا پڑے۔ اس لیے اس کام کو اپنا بڑا شغل نہ بناؤ۔)

حقِ برادر: بھائی کا حق یہ ہے کہ وہ (کیونکہ) تمھارا قوّتِ بازو ہے، تمھارا وقار و عزّت ہے (اس لیے) اُس کو خدا کی معصیت کا ذریعہ قرار نہ دو۔ دشمن کے مقابلہ میں اُس کی مدد کرو۔ ہمیشہ اُس کے خیر خواہ بنے رہو۔ اگر وہ راہِ خدا میں قدم نہ اُٹھائے اور اُس کی عبادات میں مشغول نہ ہو تو اس صورت میں خدا کو بزرگ و برتر سمجھو۔ (یعنی ایسا نہ ہو کہ بھائی کی محبّت تم کو گناہ میں ملوّث کر دے)

حقِ محسن: احسان کرنے والے کا حق یہ ہے کہ اُس کا شکریہ ادا کرو، اُس کے احسان کو ہمیشہ یاد رکھو، اُس کو ہمیشہ نیکی سے یاد کرو، اُس کے لیے بارگاہِ خداوندی میں خلوص سے دعا کیا کرو۔ خلوت و جلوت میں اُس کے شکر گزار رہو اور اگر موقع مل جائے تو اُس کے احسان کا بدلہ احسان سے دو۔ (کیونکہ قرآن کا ارشاد ہے کہ: "هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ○"

حقِ امامِ جماعت : امامِ جماعت کا حق یہ ہے کہ
وہ تمھارے اور خدا کے درمیان ایک وسیلہ اور
واسطہ ہے اور اِس عظیم عہدے کو اُس نے اپنے ذمّہ
لے رکھا ہے۔ وہ تمھارا ترجمان ہے۔ وہ تمھارے لیے
دعائیں کرتا ہے، نہ کہ تم اُس کے لیے۔ اگر نماز میں کچھ
نقص اور کمی ہو تو وہ اُس کے ہی ذمّہ ہے۔ اگر نماز
کامل ہو تو تم اُس میں برابر کے شریک ہو۔ لیکن اِس کے
باوجود بھی اُس کو تمھارے اوپر کوئی فضیلت حاصل
نہیں ہے۔ اُس نے تمھاری جان کی اپنی جان کی
طرح اور تمھاری نماز کی اپنی نماز کے ساتھ حفاظت کی
ہے۔ اب تم پر جو چیز لازم ہے وہ یہ کہ تم اِس کے
شکر گذار رہو۔

حقِ ہم نشین : ساتھی کا حق یہ ہے کہ اُس کے
ساتھ نرمی اور عدل و انصاف سے گفتگو کرو، اور
بغیر اُس کی اجازت (و مشورہ) کے کہیں نہ جاؤ۔

لیکن اُس کو تمھاری اجازت کی ضرورت نہیں ہے
اُس کی لغزشوں کو فراموش کر ڈالو۔ اُس کی اچھائیوں
کو یاد رکھو اور ہمیشہ اُس کے خیر خواہ رہو۔

حقِ ہمسایہ : پڑوسی کا حق یہ ہے کہ اُس کی عدم
موجودگی میں اُس کے حقوق کی رعائت کرو۔ اُس کی
موجودگی میں اُس کا احترام اور اُس کی مدد کرو۔ اسکی
عیب جوئی مت کرو۔ اُس کے عیوب کی پردہ پوشی
کرو۔ اگر نصیحت کی اہلیت رکھتا ہو تو اُس کو نصیحت
کرو۔ سختیوں اور پریشانیوں میں اُس کا ساتھ مت
چھوڑو۔ لغزشوں سے درگذر کرو۔ اور اُس کے ساتھ
حُسنِ سلوک سے پیش آؤ۔

حقِ دوست : دوست کا حق یہ ہے کہ عدل و
انصاف اور مہربانی سے اُس سے گفتگو کرو، اور
جس طرح سے وہ تمھارا احترام کرتا ہے ویسا ہی تم
اُس کا احترام کرو۔ اور ایسا نہ ہونے دو کہ احترام

کرنے میں وہ تم پر سبقت لے جائے۔ اور جس طرح وہ تمھارے
ساتھ نرمی سے پیش آتا ہے تم بھی اُسی طرح پیش آو۔
اور یہ دیکھو کہ اگر وہ کوئی گناہ کرنا چاہتا ہے تو اُس کو
اُس سے باز رکھو۔ اُس کے لیے ابرِ رحمت بنے رہو اور عذاب
کا باعث نہ ہو۔

حقِ شریک : شریکِ کار کا حق یہ ہے کہ اُس کی عدم
موجودگی میں اُس کی کفالت کرو اور موجودگی میں اُس
کے حقوق کی رعایت کرو۔ اُس کے خلاف بات مت
کرو۔ اُس کے مشورہ کے بغیر قدم مت اُٹھاؤ۔ اُس کے
مال کی حفاظت کرو۔ اُس کے حق میں ذرا بھی صیانت
نہ کرو۔ کیونکہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ خدا ہمیشہ تمھارے ساتھ
رہے تو تم ایک دوسرے کے حق میں (خیانت) صیانت
نہ کرو۔

حقِ مال : مال کا حق یہ ہے کہ صرف حلال کے ذریعہ سے
حاصل کرو اور حلال کاموں میں ہی صرف کرو اور نا اہل کو

اپنے اوپر مقدم نہ کرو۔ مال کو اطاعت اور خوشنودیٔ خدا
میں صرف کرو۔ بخل سے کام نہ لو۔ کیونکہ اگر بخل سے کام
لیا تو قیامت کے دن شرمندگی اُٹھانا پڑے گی۔

حقِ قرض خواہ : قرض خواہ کا حق یہ ہے کہ اگر تمھارے
پاس ہو تو بخل سے کام نہ لو، اور اگر نہ ہو تو حُسنِ اخلاق
سے پیش آؤ، نیکی اور نرمی سے اُس کا جواب دو۔

حقِ رفاقت : رفاقت کا حق یہ ہے کہ جو کوئی تمھارے
ساتھ اُٹھے بیٹھے اُس کو دھوکا مت دو اور خدا سے
ڈرتے رہو۔

حقِ دشمن : دشمن کا حق یہ ہے کہ اگر تمھارے بارے
میں کوئی بات کہے تو اگر سچی ہو تو تم خود اُس کے گواہ
بنو، اُس کے حق کو ادا کرو، ظلم و ستم سے کام نہ لو، اور
اگر اُس نے جو بات کہی ہے وہ درست نہیں ہے تب
بھی اُس کے ساتھ خوش روئی سے پیش آؤ اور
ایسا کوئی اقدام نہ کرو کہ جس سے خدا ناراض ہو۔

حقِ تمہارا دشمن پر : تمہارا حق دشمن پر یہ ہے
کہ تم نے اُس کے سلسلے میں جو بات کہی ہے اور وہ درست
ہے تو اُس کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ اور اگر وہ بات
درست نہیں ہے تو اپنی بات واپس لے لو اور بارگاہِ
خداوندی میں توبہ کرو۔

حقِ مُشیر : مشورہ دینے والے کا حق یہ ہے کہ اگر جانتے
ہو اور علم رکھتے ہو تب تو اُس کی صحیح معنوں میں رہنمائی
کرو۔ اور اگر علم نہیں رکھتے ہو تو مشورہ کرنے والے کو
ایسے شخص کے پاس بھیج دو جو اُس مسئلہ کا صحیح علم رکھتا ہو۔

حقِ مُشاوِر : مشورہ کرنے (مشورہ چاہنے) والے
کا حق یہ ہے کہ اگر اُس کی رائے تمھاری رائے کے
موافق نہیں ہے تو اُس کو بدنام نہ کرو، اور اگر تمھاری
رائے کے موافق ہے تو اُس پر خدا کا شکر ادا کرو۔

حقِ نصیحت خواہ : نصیحت چاہنے والے کا حق یہ
ہے کہ اُس کو اچھی بات کی نصیحت کرو اور نصیحت کرتے

وقت مہربانی سے پیش آؤ۔

حقِ ناصح : نصیحت کرنے والے کا حق یہ ہے کہ
تواضع و انکساری سے پیش آؤ، اُس کی بات کو غور
سے سُنو۔ اگر اچھی بات کہہ رہا ہے تو خدا کا شکر
ادا کرو۔ اور اگر صحیح بات نہیں کہہ رہا ہے تب بھی
نرمی سے پیش آؤ۔ لیکن اُس کو بدنام نہ کرو۔

حقِ برادرِ کلاں : بڑے بھائی کا حق یہ ہے کہ اُس
کا احترام کرو، اِس لیے کہ وہ تم سے عمر میں بڑا ہے
اور اِس بات کی عزّت کرو کہ وہ تم سے پہلے اسلامی
دائرے میں داخل ہوا ہے۔ اُس سے لڑائی جھگڑا
نہ کرو اور اُس کے آگے آگے نہ چلو۔

★ (امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ "بڑے کی عزّت
اِس لیے بھی کرو کہ اُس کی عمر تم سے زیادہ ہے، تو اُس نے
تم سے زیادہ نیکیاں کی ہونگی۔
چھوٹے کی عزّت اِس لیے کرو کہ اُس کی عمر تم سے

کم ہے اس لیے اُس نے گناہ تم سے کم کیے ہوں گے۔ اور برابر والے کی عزت اس لیے کرو کہ اُس نے فلاں گناہ نہیں کیا ہوگا جو میں نے کیا ہے اور اُس نے نیکیوں میں مجھ پر سبقت کی ہوگی۔)

حقِ برادرِ خورد : چھوٹے بھائی کا حق یہ ہے کہ اُس کو پڑھاتے وقت یا کوئی چیز دیتے وقت مہربانی سے پیش آؤ۔ اُس کے عیب کو چھپاؤ، اچھے کاموں میں اُس کی مدد کرو (اور اُس کی برائیوں سے درگذر کرو۔)

حقِ سائل : سوال کرنے والے کا حق یہ ہے کہ جس قدر اُس کو ضرورت ہو اُتنا اُس کو عطا کردو۔ اور اگر اتنی استطاعت نہیں رکھتے تو نہایت عمدہ طریقے سے اُس سے معذرت کرلو۔ سائل کو جھڑکی مت دو، یا دھکے دے کر گھر سے نہ نکالو۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝" (الضحیٰ آیت ۱۰)

یعنی: "اور سائل کو نہ جھڑک دو۔")

حقِ مسئول : جس سے سوال کیا جائے اُس کا حق یہ ہے کہ اگر تم کو کوئی چیز دے تو اُس کا شکریہ ادا کرو، اُس کے لیے دعا کرو۔ اور اگر تم سے معذرت چاہے تو اُس کے عذر کو قبول کرلو۔ (بُرا محسوس نہ کرو کہ اُس نے سوال پورا کیوں نہیں کیا۔)

حقِ خوش کنندہ : جس نے تم کو خوش کیا ہو اُس کا حق یہ ہے کہ اگر اُس نے تم کو خدا کے لیے خوش کیا ہے تو پہلے خدا کا، اُس کے بعد اُس کا شکریہ ادا کرو۔

حقِ بدسالک : جس نے تمھارے ساتھ بُرا سلوک کیا ہو اُس کا حق یہ ہے کہ اُس کو معاف کردو لیکن اگر یہ جانتے ہو کہ تمھارے معاف کردینے سے وہ اور زیادہ بدسلوکی کرے گا تو اُس کو مناسب سزا دو۔ کیونکہ:

خداوندِ عالم کا ارشاد ہے کہ:

"وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝" (سورۂ شوریٰ آیت ۴۱)

یعنی: (جس پر ظلم کیا گیا ہے اگر وہ ظالم سے انتقام لے
تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔)

حقِ برادرِ دینی: یہ ہے کہ اُس کیلئے سلامتی کی دعا کرو، اگر وہ کسی برائی میں ملوّث ہے تو اُس سے نرمی سے پیش آؤ، اُس کی اصلاح کی فکر کرو۔ اچھے لوگوں کے حق میں شکر گذار رہو، انکو تکلیف نہ دو۔ جو چیز تم اپنے لیے چاہتے ہو وہی اُن کے لیے بھی چاہو اور جو چیز تم اپنے لیے ناپسند کرو، وہ اُن کیلئے بھی پسند نہ کرو۔ بوڑھوں کے ساتھ باپ جیسا، بوڑھی عورتوں کے ساتھ ماں جیسا، جوانوں کے ساتھ بھائی جیسا، چھوٹوں کے ساتھ فرزند جیسا سلوک کرو۔

حقِ کفّار، جو اسلام کی پناہ میں ہیں: یہ ہے کہ جو چیز خدا اُن سے چاہتا ہے وہی تم بھی اُن سے چاہو، اور جبتک وہ وفادار بنے رہیں تم بھی وفاداری سے پیش آؤ اور ظلم و ستم روا نہ رکھو۔

خدایا بحقِ محمدؐ و آلِ محمدؐ: ہم سب کو ان سب حقوق پر چلتے رہنے کی توفیق عطا فرماتا رہ تاکہ تیری رضا حاصل ہو سکے۔

(**حقِ محمدؐ و آلِ محمدؐ**: یہ ہے کہ اُن پر کثرت سے درود بھیجو۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ)

طالبِ دعا: سید حسن علی نقوی

التماس

مندرجہ ذیل مرحومین کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے ایک مرتبہ "سورہ فاتحہ" تین مرتبہ "سورہ اخلاص" اور اول و آخر حضرت محمد مصطفےٰؐ و آلہ الطیبینؑ پر صلوٰۃ پڑھ کر اس کا ثواب ان مرحومین کی روح کو بخش دیں۔

متشکرم
الحاج سید غلام نقی رضوی
مینجنگ ٹرسٹی

۱۔ مرحوم ظفر احسن ابنِ مظفر علی
۲۔ مرحومہ مبینہ خاتون بنت اولاد حسن
۳۔ مرحوم شجر حسن ابن ظفر احسن
۴۔ مرحوم حیدر شاہ ابن ظفر احسن
۵۔ مرحوم سید نشرہ تقی ابن مولوی سید علی نقی
۶۔ مرحومہ فاطمہ زہرا بنت سید صفدر علی